تعلیمی اداروں کی کارکردگی اور خود احتسابی کی ضرورت

☆......☆......☆ محمد یٰسین ظفر ناظم اعلیٰ وفاق المدارس السلفیہ پاکستان ☆......☆......☆

الف اعلان اور پاک انسٹی ٹیوٹ فار پیس اسٹڈیز کے اشتراک سے ایک روزہ قومی سمینار بعنوان ''پاکستان میں تعلیم کے فروغ میں حائل رکاوٹیں اور ہماری ذمہ داریاں'' ہوٹل کراؤن پلازہ بلیوایریا اسلام آباد میں منعقد ہوا۔ افتتاحی نشست میں راقم الحروف نے ''تعلیمی اداروں کی کارکردگی اور خود احتسابی کی ضرورت'' پر اظہار خیال کیا۔ گفتگو کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

حامدا و مصلیا:

سب سے پہلے میں حامد رانا، مشرف زیدی اور مجتبیٰ راٹھور کا شکر گزار ہوں۔ جو گاہے بگاہے بعض قومی مسائل پر علماء اور اصحاب فکر ودانش کو یکجا کر کے اظہار خیال اور غور وفکر کی دعوت دیتے ہیں۔ خاص کر وطن عزیز میں تعلیمی مسائل اور روز افزوں پیدا ہونے والے بحران پر یہ سمینار یقیناً وقت کی اہم ضرورت ہے۔ امید ہے شرکاء اچھی تجاویز اور قابل عمل حل کے ساتھ اسکا اختتام کریں گے۔

میں اپنے اصل موضوع پر گفتگو سے پہلے دو ایک باتوں کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات کہ پاکستان میں تعلیم کے فروغ میں حائل رکاوٹیں معلوم ہیں۔ اس پر بات کرنے کی بجائے علاج تجویز کیا جائے۔ تا کہ اسکی روشنی میں تعلیم کو فروغ دیا جاسکے۔ دوسری بات یہ کہ پاکستان میں تعلیم ہائی جیک ہو گئی ہے۔ اور تعلیم ایک دھندہ بن کر رہ گئی۔ ہمیں تعلیم کو ہائی جیکروں سے آزاد کرانا ہوگا۔ تیسری بات یہ ہے کہ پاکستان میں طبقاتی نظام تعلیم کی وجہ سے تعلیمی کلب وجود میں آگئے ہیں۔ ایک کلب کا رکن کسی دوسرے کلب میں جانے کی جرأت نہیں کرتا۔ اور کلیدی عہدوں پر (Key Post) پر جو طبقہ براجمان ہے۔ وہ کسی صورت میں دیگر اداروں کے فضلاء کو قبول نہیں کرتے۔ لہذا یہاں انہی لوگوں کی اجارہ داری ہے۔ اور نسل درنسل یہ سلسلہ جاری ہے۔ چوتھی بات ذرائع ابلاغ کی ہے۔ جن کا اصل کام ہی تعلیم کا فروغ تھا۔ اپنے پروگرامز کے ذریعے لوگوں کو تعلیم دیتے اور تربیت کا اہتمام کرتے۔ لیکن بدقسمتی سے ان کا قبلہ

تبدیل ہو گیا ہے۔اب یہ ذرائع معاشرے میں بگاڑ کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں۔مشرف زیدی صاحب کی ذمہ داری ہے کہ وہ الف اعلان کے تحت انہیں بلائیں اور انہیں اصل ذمہ داریوں سے آگاہ کریں۔

حضرات میرا اصل موضوع تعلیمی اداروں کی کارکردگی اور خود احتسابی کی ضرورت ہے۔تعلیمی اداروں کی کامیابی کا راز یہ ہے۔

تعلیمی ادارے کے سربراہ کی ذاتی دلچسپی اور شوق دراصل ادارے کو بام عروج پر پہنچاتا ہے۔تعلیمی ادارے کی صرف خوبصورت بلڈنگ کامیابی کی ضمانت نہیں ہے۔بلکہ ادارے میں تعلیم و تحقیق کا کام ازحد ضروری ہے۔تعلیم مقتضی حال کے مطابق ہو زمانے کی ضرورت کا خیال رکھا گیا ہو۔اور اسلوب تدریس عام فہم ہو۔

آسان لفظوں میں کسی تعلیمی ادارے کی کارکردگی کو جاننے کے لیے اس کے تمام اجزاء کا حقیقی جائزہ لینا ہوگا۔اگر ہر جزء صحیح کام کر رہا ہے تو کامیابی یقینی ہے۔ورنہ اس میں نقائص ہو نگے۔اجزاء درج ذیل ہیں۔

(1) طالب علم (2) نصاب (3) استاد (4) سکول (5) والدین

(1) **طالب علم** : تعلیمی ادارے کا اہم جزء ہے۔جسکی محنت سے اچھا نتیجہ تعلیمی ادارے کی نیک نامی کا ذریعہ ہے۔طالب علم کا اخلاص، سنجیدگی، متانت، علم کی طلب و جستجو ازحد ضروری ہے۔طالب علم وقت کا پابند اور مودب ہو۔اسباق کو رٹہ لگانے کی بجائے اسے سمجھنے کو کوشش کرے۔ہوم ورک اہتمام سے کرے۔اور اپنا نصب العین اور مقصد متعین کرے۔اور اس کے حصول کے لیے پوری لگن اور محنت سے پڑھے۔

(2) **نصاب**: تعلیمی ادارے میں مقرر کی گئی مخصوص کتابوں کو نصاب سے موسوم کیا جاتا ہے۔یہ ہر مرحلے کے لیے مختلف کتابیں ہوتی ہے۔مثلاً پرائمری سال اول میں حروف تہجی یا عدد کے لیے گنتی وغیرہ جیسے جیسے یہ مرحلہ بڑھتا جاتا ہے۔کتابوں کا معیار بہتر ہوتا چلا جاتا ہے۔کامیاب تعلیمی ادارے کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسی کتابوں کا چناؤ کریں جو طلبہ کی ذہنی سطح کے مطابق ہوں۔اور ان میں استعداد پیدا کر سکیں۔نصاب حالات کے مطابق ہوں۔ضروری مضامین کی صحیح نمائندگی ہو۔منتخب شعبے کی رہنمائی کرنے والی ہوں۔آسان اور عام فہم ہو۔اور سب سے بڑھ کر قومی زبان میں ہوں۔نصاب کا قومی

زبان میں ہونا اس لیے ضروری ہے کہ اس زبان میں نصاب کو پڑھانا سمجھنا آسان ہے۔ پوری دنیا میں یہی طریقہ رائج ہے۔ مثلاً ترکی، چائنا، ایران، عرب ممالک وغیرہ۔ جہاں سے آجکل ہمارے حکمران گہرے تعلقات قائم کرر ہے ہیں۔ اوران سے تجارتی، اقتصادی، ترقیاتی معائدے کرر ہے ہیں۔ لیکن افسوس یہ سب کچھ تو پاکستان میں درآمد کرر ہے ہیں۔ لیکن ذریعہ تعلیم معلوم نہیں کرر ہے۔ یا اسکی بات نہیں کرر ہے۔ قومی زبان میں تعلیم کے فوائد میں سے یہ بات بھی شامل ہے کہ اگر کوئی پرائمری کے بعد تعلیم ترک بھی کردے۔ تو اس میں اتنی استعداد ضرور ہوگی کہ وہ اردو میں لکھ پڑھ سکے گا۔ عجیب تماشہ ہے چند سال پہلے پرائمری میں ذریعہ تعلیم انگلش قرار دیا گیا لیکن اب دوبارہ پہلے تین سالوں میں اردو کردیا گیا۔ ایسے تعلیمی ادارے کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔ جن میں استحکام نہ ہو۔

آج کل دینی مدارس پر بھی تنقید ہوتی ہے۔ لیکن مدارس کے مخالفین کو یہ معلوم نہیں کہ تمام دینی مدارس جو اپنے اپنے وفاق کے ساتھ منسلک ہیں۔ ان مس ایک نصاب زیر تدریس ہے۔ کراچی سے بلتستان تک ایک نصاب اور ایک نظام ہے۔ قومی وحدت کی اس سے بہتر مثال نہیں مل سکتی۔ اور یہ نصاب جمود کا شکار بھی نہیں۔ اس پر سالانہ غور وفکر ہوتا ہے۔ اور حسب ضرورت ترمیم واضافہ تجویز کیا جاتا ہے۔ اور پورے استحکام کے ساتھ یہ نصاب پڑھایا جاتا ہے۔

(3) **استاذ:** تعلیمی ادارے کی بہترین کارکردگی کا انحصار باکردار اور باصلاحیت استاذ کے سر ہے۔ استاذ صاحب علم ہو۔ خاص کر وہ نصاب کو سمجھتا ہو۔ اور دوسروں کو سمجھانے کا سلیقہ آتا ہو۔ زبان صاف ہو۔ استاذ تربیت یافتہ ہو، نان پروفیشنل اساتذہ تعلیمی ادارے کی ناکامی کا باعث ہیں۔ (جیسا کہ آج کل پرائیویٹ سکولوں میں ہزار بارہ سو میں استانیاں بھرتی کرلیتے ہیں) استاذ جو مضامین پڑھاتا ہو۔ اس کا حق ادا کرے۔ استاذ کی ذمہ داری ہے کہ وہ طلبہ کے ساتھ ہمدردی رکھے۔ پورے خلوص اور محبت کے ساتھ معاملہ کرے۔ اور ان میں علمی استعداد پیدا کرے۔

اگرچہ بعض لوگوں کا خیال ہے موجودہ حالات میں ستر کی دہائی کے بھرتی اساتذہ حق ادا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ موجودہ تیز ترین ذرائع ابلاغ اور جدید سہولتوں سے آراستہ ٹیکنالوجی سے یہ اساتذہ واقف نہیں جبکہ نئی پود اس سے بخوبی اگاہ ہے۔ اس میں شک نہیں لیکن یہ تو تعلیمی اداروں کی اولین ذمہ داری

ہے۔ کہ وہ اپنے اساتذہ کو جدید سہولتوں سے مزین کریں۔اور سالانہ تربیتی ورکشاپ رکھیں تا کہ وہ اسلوب تدریس میں جدت اختیار کر سکیں۔

(4) **سکول**:۔اس جزء میں دو باتیں نہایت اہم ہیں۔پہلی بات تعلیمی ادارے کا سربراہ اور دوسری سکول کی بلڈنگ اور ماحول۔

الف۔ تعلیمی ادارے کا سربراہ پیشہ ور ہونا چاہیے۔وہی تعلیمی کارکردگی میں کلیدی کردار ادا کر سکتا ہے۔آجکل بہت سے تعلیمی اداروں میں غیر پیشہ ور سربراہ مسلط ہیں۔وہ ادارے کو کمرشل بنیاد پر چلاتے ہیں۔جس کی وجہ سے تعلیمی کارکردگی صفر ہے۔سربراہ ذاتی دلچسپی لے۔اور تعلیم کے فروغ کا شوق رکھتا ہو۔ادارے کی ترقی کے لیے نئے نئے آئیڈیل تلاش کرے۔نقائص کا ادارک کرے۔اور انکی اصلاح میں فوری اقدامات اٹھائے۔اساتذہ کرام کو ادارے کی ترقی میں فعال کرے۔ان کے مشوروں کو اہمیت دے۔طلبہ اور اساتذہ کی حسن کارکردگی پر حوصلہ افزائی کرے۔

پرنسپل محض دفتر میں بیٹھ کر اساتذہ اور طلبہ کی حاضری نہ چیک کرے۔ بلکہ ادارے کی کامیابی کے لیے بہترین منصوبہ بندی کرے۔ بہت عرصہ قبل ایک عام آدمی نے مجھے یہ بات سمجھائی کہ پرنسپل کا مطلب پورے تعلیمی ادارے کو حرکت میں رکھنا ہے۔وہ مستقبل کی بہتر پلاننگ کرے۔ اور اچھے تجربے کرے۔

ب۔ سکول کی بلڈنگ اور ماحول تعلیمی کارکردگی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔سکول کی عمارت کو دیکھ کر بخوبی اندازہ ہو کہ یہ تعلیمی ادارہ ہے۔بدقسمتی سے آج بہت سارے سکول رہائشی عمارتوں کوٹھیوں میں قائم ہیں۔ بچے گھر کے ماحول سے نکل جب سکول پہنچتے ہیں ۔تو انہیں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔ سکول بھی گھر جیسا ہے۔اس لیے تعلیمی ماحول نہیں بنتا۔جس کی وجہ سے بچے پڑھنے کے لیے سنجیدہ نہیں ہوتے۔اس لیے ضروری ہے سکول کا ماحول گھر سے مختلف ہو۔کلاس روم روشن اور ہوادار ہو۔وائٹ بورڈ نمایاں نظر آئے۔در دیوار پر نصیحت آموز اقوال زریں، آیات اور احادیث لکھی ہو۔تعلیم پر ابھارنے والی نظمیں یا اشعار لکھے ہو۔قلم اور کتاب کی تصاویر نمایاں ہو۔تا کہ بچوں کو احساس ہو کہ وہ کسی تعلیمی ادارے میں موجود ہیں۔

(5) **والدین**:۔والدین کی معاونت کے بغیر تعلیمی ادارہ مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کرسکتا۔طالب علم کی تعلیمی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے والدین تعلیمی اداروں سے رابطہ رکھیں ۔ اور بچے کی نگرانی کریں۔ادارے کی ذمہ داری بھی ہے کہ وہ بچے کی کارکردگی اور حاضری سے والدین کو مطلع کریں۔ مجھے ذاتی تجربہ ہے کہ جب طالب علم سے کہا جائے کہ آپ کی کارکردگی سے والدین کو مطلع کیا جائے گا۔ تو وہ پریشان ہوجاتا ہے۔ ویسے اکثر والدین صرف اس وقت ادارے سے رابطہ کرتے ہیں ۔ جب رخصت درکار ہو۔کبھی بھی اس کی کارکردگی یا امتحانی نتائج معلوم کرنے کے لیے رابطہ نہیں کرتے۔جس کی وجہ سے بچے غفلت کا شکار ہوتے ہیں۔اور نتائج انتہائی مایوس کن ہوتے ہیں۔میں نے اکثر دیکھا ہے کہ والدین اپنے بچوں کے بستے بھی چیک نہیں کرتے۔اور نہ اس کا ہوم ورک دیکھتے ہیں۔اور بچہ والدین کی غفلت سے بھرپور فائدہ اٹھاتا ہے۔

موضوع کا دوسرا حصہ ''خود احتسابی کی ضرورت'' ایک مسلمان آخرت پر یقین رکھتا ہے۔اسے معلوم ہے کہ مرنے کے بعد اس اکیلے نے اللہ کے حضور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔یہ تصور بذات خود ایک مسلمان میں احساس ذمہ داری پیدا کردیتا ہے۔اور وہ خود اپنے کام کو پوری دیانت داری سے سرانجام دیتا ہے۔وہ طالب علم ہو یا استاذ، وہ سربراہ ادارہ ہو یا والدین۔سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر اپنا کام مکمل کرتے ہیں۔تو ازخود تعلیمی ادارہ کامیابیوں کی طرف گامزن ہوگا۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس لیے اپنے عمال کو یہ فرمایا کرتے تھے۔'' **حاسبوا قبل ان تحاسبوا** '' کسی کے محاسبہ سے پہلے اپنا احتساب خود کیا کرو۔اور آپ ﷺ نے فرمایا'' **الکیس من دانا نفسه ......** عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کا جائزہ لیتا ہے۔اور دیکھتا ہے کہ اس نے آخرت کے لیے کیا تیاری کی۔اگر تعلیمی اداروں میں کام کرنے والے ازخود یہ عمل شروع کریں۔تو بلاشبہ تعلیمی کارکردگی بہت شاندار ہوسکتی ہے۔

آخر میں دوبارہ تمام منتظمین کا شکریہ ادا کرتا گیا۔جنہوں نے اس اہم قومی مسئلہ پر اظہار خیال کا موقعہ دیا۔

☆......☆......☆